- **زمانۂ نزول :**

سورۃ ﴿الفاتحہ﴾ پہلی مکمل سورت ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر مَكَّةُ المُكَرَّمَه میں دعوت کے ابتدائی خفیہ دور میں نازل کی گئی ہے۔ اس سے پہلے سورۃ ﴿العَلَق، سورۃ المُدَّثِّر اور سورۃ المُزَّمِّل﴾ کی چند ابتدائی آیات نازل ہوئیں تھیں۔

خصوصیات

۱۔ اس سورت کے کئی نام ہیں۔فاتحۃُ الکِتاب، اُمّ الکِتاب، سَبعَ مَثَانِی وغیرہ۔

2۔ خود خالق نے، اپنی مخلوق کے لیے، انسان کی فطرت اور ضرورت کے عین مطابق، سورۃ الفاتحہ کی صورت میں ایک مثالی دعا تجویز کی ہے۔

سورۃُ الفَاتِحَۃ کے فضائل

اس سورت کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(1) ﴿وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ مَا اُنزِلَت فِی التَّورَاۃِ وَلَا فِی الاِنجِیلِ وَلَا فِی الزَّبُورِ وَلَا فِی الفُرقَانِ مِثلُھَا، وَاِنَّھَا سَبعُ مَثَانِی وَالقُرآنُ العَظِیمُ الَّذِی اُعطِیتَہٗ﴾

(ترمذی: ابواب فضائل القرآن، عن ابی بن کعب، حدیث 2,875 : صحیح)

”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس جیسی کوئی سورت نہ تورات میں نازل کی گئی نہ انجیل میں اور نہ ہی زبور اور فرقان میں۔یہ بار بار دوہرائی جانے والی سات (7) آیات پر مشتمل ﴿سبع مثانی﴾ اور ﴿قرآنِ عظیم﴾ ہے، جو آپ ﷺ کو دیا گیا۔“

(2) ﴿اُمُّ القُرآنِ ھِیَ السَّبعُ المَثَانِی وَالقُرآنُ العَظِیمُ﴾

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر، حدیث 4427، عن ابی ھریرۃؓ)

”یہ ﴿اُمُّ القرآن﴾ یعنی قرآن کی اساس ہے۔بار بار دوہرائی جانے والی سات (7) آیات ﴿سبعَ مثانی﴾ اور ﴿قرآنِ عظیم﴾ ہے“

(3) سورۃ الفاتحہ (پر مشتمل دعا کرنے) کے بعد آدمی جو مانگے وہ اُسے مل جاتا ہے۔

﴿ھٰذَا لِعَبدِی وَلِعَبدِی مَا سَاَلَ﴾ (صحیح مسلم: کتاب الصلوٰۃ، حدیث 904، باب 11، عن ابی ھریرۃؓ)

”سورۃ الفاتحہ میں دعا کا یہ حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو، وہ سب کچھ ملے گا، جو اُس نے مانگا“

(4) ایک فرشتے نے آکر خبر دی:

﴿اَبشِر بِنُورَینِ اُوتِیتَھُمَا، لَم یُؤتَھُمَا نَبِیٌّ قَبلَكَ، فَاتِحَۃُ الكِتَابِ وَخَوَاتِیمُ سُورَۃِ البَقَرَۃِ، لَن تَقرَاَ بِحَرفٍ مِنھَا اِلَّا اُعطِیتَہٗ﴾

(صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب فضل الفاتحہ وخواتیم سورۃ البقرۃ حدیث 1913، عن ابن عباسؓ)

"آپ ﷺ دو (2) نور ﴿نُورَین﴾ مبارک ہوں، جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ فاتحۃ الکتاب اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ آپ اس میں سے جس حرف کی تلاوت بھی کریں گے، وہ آپ کو دیا جائے گا۔"

(5) سورۃ الفاتحہ ہر نماز کے لیے ضروری ہے۔ ﴿لَا صَلَاةَ لِمَن لَّم یَقرَأ بِفَاتِحَةِ الکِتَابِ﴾

(صحیح بخاری: کتاب صفۃ الصلاۃ، باب وجوب القراءۃ للامام والمأموم فی الصلوات کلھا، حدیث 723)

آمین

﴿آمین﴾ کا مطلب ہے ﴿قبول کر﴾۔ اس سورت کو پڑھنے اور سننے کے بعد ﴿آمین﴾ کہنا چاہیے۔

1۔ ﴿آمین﴾ کے بعد ہر دعا قبول کی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ، باب التسمیع والتحمید والتأمین، حدیث 942)

2۔ سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ﴿آمین﴾ کہنا ضروری ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب صفۃ الصلوۃ، حدیث 749)

3۔ جس شخص کی ﴿آمین﴾ فرشتوں کی ﴿آمین﴾ سے مل جائے، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری: کتاب صفۃ الصلوۃ، باب جھر الامام بالتأمین، حدیث: 747)

3۔ سری نمازوں میں امام اور مقتدی دونوں آہستہ سے ﴿آمین﴾ کہیں گے۔ جہری نمازوں میں امام اور مقتدی دونوں کا زور سے ﴿آمین﴾ کہنا مسنون ہے۔ (ابوداود: کتاب الصلوۃ، باب التأمین وراء الامام، حدیث 933، صحیح)

سُورۃُ الفَاتِحَۃ کا کتابی ربط

قرآن کی آخری دو سورتوں کا اختتام ﴿ربِّ الفَلَق﴾ اور ﴿رَبِّ النَّاس﴾ کے الفاظ سے 'توحیدِ ربوبیت' پر ہوا تھا۔ اس پہلی سورۃ ﴿الفاتحہ﴾ کا آغاز ﴿اَلحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِینَ﴾ کے الفاظ کے ذریعے بھی 'ربوبیت' سے ہوا ہے احساسِ ربوبیت کے نتیجے ہی میں ﴿حمد و شکر﴾ کے رویے جنم لیتے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ ﴿الحَمدُ﴾ تعریف اور ہر قسم کی تعریف، مکمل تعریف۔

2۔ ﴿الحَمدُ لِلّٰه﴾، ﴿الحَمدُ﴾ کا لفظ ﴿لِلّٰهِ﴾ کی ترکیب کے ساتھ ﴿شکر﴾ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

3۔ ﴿ربّ﴾ پالنے والا، دیکھ بھال کرنے والا، نشو و نما دینے والا، آقا، مالک۔

4۔ ﴿الرَّحمٰن﴾ فَعلان کے وزن پر اسم مُبالَغَہ ہے، اللہ وہ ہستی ہے، جس کی رحمت اپنی چوٹی اور بلندی پر ہے۔

5۔ ﴿الرَّحِیم﴾ فعیل کے وزن پر اسم صفت ہے، اللہ وہ ہستی ہے، جس کی رحمت مستقل اور دائمی ہے۔

6۔ ﴿الدِّین﴾ جزاو سزا (Reward and Punishment)

قیامت کے دن پر ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کو جزاو سزا کا تنہا مالک اور صاحبِ اختیار سمجھ کر، اُسی کی عبادت واطاعت کی جائے اور اُسی سے مدد مانگی جائے۔

7۔ ﴿عِبَادَة﴾

عبادت کے تین (3) مطلب ہیں۔ غلامی (Slavery)، اطاعت (Obedience) اور عبادت یعنی پوجا پرستش (Rituals , Acts of worship)۔

سورۃُ الفَاتِحَۃ کا نظمِ جلی

سورۃ الفاتحہ کے چار (4) پیراگراف ہیں، جو آدابِ دُعا، استحقاقِ دُعا، اصل دُعا اور وضاحتِ دُعا پر مشتمل ہیں۔

1- آیات 1 تا 4: پہلے پیراگراف میں، ﴿آدابِ دُعا﴾ بیان کیے گئے ہیں۔

دُعا سے پہلے حمد و ثناء اور اسمائے حسنیٰ پر مشتمل صفاتِ الٰہی کا تذکرہ ضروری ہے۔ یعنی سب سے پہلے اللہ کی ربوبیت کا اقرار، پھر رحمانیت کا اقرار، پھر رحیمیت کا اقرار اور پھر مالکیت کا اقرار کیا جائے۔

2- آیت 5: دوسرے پیراگراف میں، ﴿استحقاقِ دُعا﴾ ہے۔

اطاعت اور عبادت کے نتیجے میں ہی دُعا مانگنے کا استحقاق ہوتا ہے۔ چونکہ ہم اُس کی عبادت واطاعت کرتے ہیں، اُسی کو طاقتور سمجھتے ہیں، اُسی کے غلام اور ملازم ہیں، اس لیے کسی اور ہستی کے بجائے، اپنے خالق اور اپنے ﴿مُطاع﴾ اور ﴿معبود﴾ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾۔ اللہ کی عبادت کرنے کے نتیجے میں ہی انسان کو اس سے استعانت یعنی مدد طلب کرنے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔

3- آیت 6: تیسرے پیراگراف میں، ﴿اصل دُعا﴾ بتائی گئی ہے۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾

"ہمیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما"۔ دراصل یہ ایک جامع دعا ہے۔ صراطِ مستقیم توحید کا راستہ ہے، جو قرآن وسنت کی دعوت پر مشتمل ہے۔ اِسی راستے پر مرتے دم تک چل کر انسان، اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر کے ابدی جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔

4- آیت 7 : چوتھے اور آخری پیراگراف میں ایجابی اور سلبی دونوں طریقوں سے ﴿وضاحتِ دعا﴾ ہے۔

(a) ﴿صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ﴾ انعام یافتہ لوگوں کا راستہ، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے۔ (النساء:69)

(b) ﴿صِرَاطَ مستَقِيمٍ﴾ ﴿مَغضُوب﴾ قوموں کا راستہ نہیں ہے۔ جیسے یہود۔ (البقرۃ:90، المائدہ:60)

(c) ﴿صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ﴾ گمراہ قوموں ﴿ضَالِّين﴾ کا راستہ بھی نہیں ہے۔ جیسے عیسائی۔ (النساء:44)

مرکزی مضمون

﴿اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ﴾ "اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما۔"

اصل دعا ہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔ یہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ سے ایک درخواست ہے کہ وہ مرتے دم تک ہمیں سیدھے راستے پر رہنمائی کرتا رہے، تاکہ ہم اعمالِ صالحہ کے ذریعے اُس کی خوشنودی اور رضا حاصل کر کے اُس کی جنت کے مستحق ہو سکیں۔